بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

نومبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: مسعود احمد دہلوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد | سوموار ۱۸ محرم الحرام ۱۴۰۲ ہجری ۱۶ نبوت ۱۳۶۰ ہش ۱۶ نومبر ۱۹۸۱ء | نمبر ۲۶۰

اخبارِ احمدیہ

ربوہ - ۱۴ نبوت / نومبر - سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج کل اسلام آباد میں قیام فرما ہیں۔ حضور انور کی صحت کے بارے میں کل ۱۳ نومبر کی رات کی آمدہ اطلاع کے مطابق جناب امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں :-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

احباب کرام التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور انور ایدہ اللہ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور آپ کو روح القدس کی تائید سے نوازتا رہے۔ آمین!

جماعت احمدیہ لاہور کے ایک مخلص اور مخیر دوست مکرم نصیر احمد صاحب مالک الائیڈ سائنٹفک سٹور عرصۂ دراز سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ اور صحت میں نمایاں بہتری نہیں ہو رہی۔ احباب کرام سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ اس مخلص بھائی کی صحت یابی کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

"رسید مژدہ کہ ایام نوبہار آمد"

جلسہ سالانہ میں شمولیت کی اہمیت اور تاکید

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ جلسہ سالانہ کے بارہ میں احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔" (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۸۲ء)

نیز فرمایا:-

"کم مقدرت احباب کے لیے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لیے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آ جاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔" (آسمانی فیصلہ صفحہ ۴۲)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے حضور اقدس کے ان ارشادات کی روشنی میں احباب جماعت کو ابھی سے اس میں شمولیت کا عزم کر کے اس کے لیے تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظر اصلاح وارشاد)

ملاقات کے سلسلہ میں ضروری اعلان

احباب جماعت کی اطلاع کے لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لیے صرف جمعرات کا دن مقرر ہے دیگر ایام میں ملاقات نہیں ہوتی۔

۲- انفرادی یا اجتماعی ملاقات کے لیے تحریری طور پر پیشگی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے براہ کرم منظوری کی اطلاع ملنے پر ہی ملاقات کے لیے تشریف لاویں۔

۳- انفرادی ملاقات کی اجازت صرف اہم اور اشد ضروری امور کے لیے ہی ہوتی ہے۔ احباب خاص طور پر نوٹ فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

حمید احمد کلیم
(پرائیویٹ سیکرٹری)

اراکین مجلس انصار اللہ کوپن ہیگن (ڈنمارک) کا سائیکل سفر

پاکستان کی طرح بیرونِ پاکستان کی مجالس انصار اللہ کو بھی سائیکل سفر کی تحریک کی گئی تھی۔ چنانچہ مجلس کوپن ہیگن (ڈنمارک) کے زعیم اعلیٰ مکرم سوین ہنسن صاحب نے ذاتی دلچسپی لے کر سائیکل سفر کے پروگرام پر عملدرآمد کا اہتمام کیا اور مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۸۱ء اتوار کے روز دو انصار اور چار خدام اس سائیکل سفر میں شریک ہوئے۔

سائیکل سفر کا کچھ حصہ جنگل کے راستہ سے تھا اور کچھ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ۔ خدام اور انصار سب نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ سبھی شرکاء اس سفر سے بہت لطف اندوز ہوئے۔

نائب صدر صف دوم
مجلس انصار اللہ مرکزیہ

ساہیوال شہر میں ایک پُرمسرت تقریب

مکرم و محترم حمید الرحمٰن خاں صاحب ابن مکرم و محترم ڈاکٹر کیپٹن عطاء الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ ساہیوال کی دعوت ولیمہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو عمل میں آئی۔ ان کا نکاح سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو ربوہ میں عزیزہ محترمہ منصورہ باسمہ صاحبہ بنت محترم نواب زادہ میاں عباس احمد خاں صاحب سے پڑھا اور حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۸ اکتوبر کو لاہور تشریف لے جا کر عزیزہ موصوفہ کو اپنی خاص دعاؤں سے رخصت فرمایا۔

محترم ڈاکٹر کیپٹن عطاء الرحمٰن صاحب امیر جماعت ساہیوال نے دعوتِ ولیمہ کا اہتمام اپنی کوٹھی فرید ٹاؤن ساہیوال شہر میں کیا جس میں خاندان حضرت اقدس ایدہ اللہ اور احمدی احباب و دیگر احباب کرام اعلیٰ سول و دیگر افسران نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی اور بعد دعا یہ پُرمسرت تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ثمراتِ حسنہ کا موجب کرے اور اپنی کامل رضا سے نوازے۔ آمین۔

(عبد المنان شاہد مربی سلسلہ احمدیہ ساہیوال شہر)

محترمہ مبارکہ نسرین صاحبہ اہلیہ محترم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ۱۲ نومبر جمعرات دن کے دو بجے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ایک اپریشن کے دوران انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تفصیل آئندہ۔ انشاء اللہ

پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: سید عبد الحی مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دار الرحمت غربی ربوہ ● قیمت: ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۸ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

۱۶ نبوت ۱۳۶۰ ہش

مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا ایک امتیازی فضل

اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے وہ اپنی ساری ہی مخلوق پر اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے لیکن حقیقی مومنوں کو وہ اپنے خاص فضل و رحم کا مورد بناتا ہے۔ ان افضال خداوندی میں سے جیسا کہ ہم قبل ازیں واضح کر چکے ہیں، ایک بہت بڑا فضل یہ ہے کہ فرقان کے طور پر وہ مومنوں کی دعائیں زیادہ قبول کرتا ہے اور بسا اوقات کرتا بھی ہے خارق عادت طور پر۔

مومنوں پر خدا تعالیٰ کا یہ اتنا بڑا فضل ہے کہ اس کی وجہ سے بڑی سے بڑی مصیبت بھی انہیں ہراساں نہیں کرتی۔ اگر ساری دنیا بھی ان کی مخالف ہو جائے اور انہیں صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے متحد ہو جائے تو بھی فکر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگرچہ سب در بند ہیں پھر بھی ایک در ان کے لئے کھلا ہے اور وہ ہے ان کے قادر و توانا اور قدیر و مقتدر خدا کا در۔ پھر وہ ہے بھی بڑا حیا والا اور بڑا ہی کریم اور سخی۔ اپنے حقیقی بندوں پر وہ جس طرح کرم کرتا اور اپنے افضال کی بارش برساتا ہے اس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ:۔

اِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ اِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَیْہِ یَدَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھُمَا صِفْرًا خَائِبَتَیْنِ۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے یعنی صدق دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ رد نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر ایک خاص فضل یہ فرمایا ہے کہ اس نے انہیں اپنے قریب آنے اور قریب آکر اس سے فریاد کرنے اور التجا پیش کرنے کی ایک راہ بتائی ہے۔ اور وہ راہ اتنی آسان ہے کہ جو بھی چاہے اپنے اخلاص اور صدق کے مطابق اس کے قریب ہو کر اسے مدد کے لئے پکار سکتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرب الٰہی کی اس آسان ترین راہ کی نشان دہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَاءَ۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ مایقول فی الرکوع والسجود)

یعنی بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ اس وقت قریب ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو اس لئے سجدے میں بہت دعا کیا کرو۔

فرض نمازوں اور نوافل میں کس قدر کھلے مواقع اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خدا کے قریب ہو کر اس سے دعا کرنے کے مہیا کئے ہیں۔ فرض نمازوں کے علاوہ بھی انسان جب چاہے نوافل کے طور پر نماز کی نیت باندھ کر اس کے حضور حاضر ہو سکتا اور اس کا قرب حاصل کر سکتا ہے اور قریب ہو کر تضرع سے بھری ہوئی التجا پیش کر سکتا ہے۔

مزید برآں اللہ تعالیٰ نے دعا کے ضمن میں مومنوں پر اس سے بھی بڑا فضل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس نے ایک ایسے وقت کی نشاندہی کی ہے کہ جس میں ہر روز خود اپنے بندوں کے قریب آجاتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ اے میرے بندو! مانگو جو مانگنا چاہتے ہو میں تمہیں منہ مانگی مراد عطا کرنے کے لئے خود تمہارے قریب آگیا ہوں۔ چنانچہ ہر روز آنے والے قبولیت کے اس خاص وقت سے آگاہ کرتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

یَنْزِلُ رَبُّنَا کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ فَیَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَہٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ وَمَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَہٗ

(ترمذی کتاب الدعوات)

یعنی ہمارا رب ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کو جواب دوں کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں؟

اس سے ظاہر ہے کہ جہاں سجدہ کی حالت میں انسان اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ وہاں رات کو اور بالخصوص اس کے آخری تہائی حصہ میں اللہ تعالیٰ قریب ترین آسمان پر اتر آتا ہے اور اپنے بندوں کو پکار پکار کر کہتا ہے کہ وہ اس سے مانگیں اور منہ مانگی مرادیں پائیں۔ اس میں فی الاصل نماز تہجد کی فضیلت بیان کر کے بندوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ نماز تہجد میں جو دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ بدرجہ اولیٰ قبول ہوتی ہیں اس لئے کہ وہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ قریبی آسمان پر اتر آتا ہے اور دوسری طرف بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو وہ پہلے ہی قریب آئے ہوئے خدا کے خود بھی بہت جلد قریب ہو جاتا ہے۔ اور یہ غایت درجہ کا قرب قبولیت پر منتج ہوئے بغیر نہیں رہتا بشرطیکہ بندہ صدق دل اور کمال تضرع اور عاجزی سے دعا مانگے اور دل گداز ہو کر پانی کی طرح بہہ نکلے۔

الغرض حقیقی مومنوں پر اللہ تعالیٰ کی ایک خاص رحمت یہ بھی ہے کہ وہ ان کی دعائیں دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ قبول کرتا ہے اور پھر اس نے اپنی خاص رحمت کے تحت قبولیت دعا کے انعام سے نوازنے کے لئے اپنے قرب کی راہیں کھول دی ہیں حتیٰ کہ ان کی دعائیں قبول کرنے کے لئے وہ خود بھی ان کے قریب آجاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اپنی رحمت خاص سے نوازنے اور انہیں اپنے فضلوں اور انعاموں کا مورد بنانے کے لئے بعض خاص مواقع بھی مقرر کئے ہیں۔ وہ منتظر رہتا ہے کہ اس کے بندے ان مواقع سے فائدہ اٹھانے کی مقدور بھر کوشش کریں اور وہ ان پر اپنی غیر معمولی رحمتوں، برکتوں اور فضلوں کے دروازے کھولے۔ ایسے مواقع پر بندہ کی ذرا سی کوشش بھی اس کے فضلوں کو جذب کرنے کا موجب بن کر اسے فائز المرام کر دیتی ہے۔ ان خاص مواقع پر ہم آئندہ شمارہ میں روشنی ڈالیں گے انشاء اللہ العزیز

محترم جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب کی وفات پر

متقی تھے باصفا تھے ڈاکٹر عبدالحمید
عاشقِ دینِ خدا تھے ڈاکٹر عبدالحمید

عاملِ قرآں تھے، علمِ دین و دنیا کے دھنی
اک غلامِ مصطفےٰ تھے ڈاکٹر عبدالحمید

وضعدار و بذلہ سنج و خاکسار و خوش بیاں
با اصول و باوفا تھے ڈاکٹر عبدالحمید

مونس و غمخوارِ ہر کس۔ خندہ پیشانی تھی عام
ہر کسی کے خیر خواہ تھے ڈاکٹر عبدالحمید

دارِ فانی چھوڑ کر خلدِ بریں میں جا بسے
راہیٔ ملکِ بقا تھے ڈاکٹر عبدالحمید

برمزارِ اُو ببار ابرِ کرمہا اے خدا
پیکرِ جود و سخا تھے ڈاکٹر عبدالحمید

عبدالکریم ایم اے ہالینڈ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُعا کی اہمیت و ضرورت اور اس کی قبولیت کے طریق

مرتبہ : مکرم چوہدری رشید الدین خان صاحب غلام محمد آباد کالونی فیصل آباد

(۳)

حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

"جب ہم بہار کے موسم میں ۱۹۰۵ء میں باغ میں تھے تو مجھے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ

"خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ اُس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا۔"

اس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ سید مہدی حسین صاحب جو ہمارے باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں ان کی بیوی سخت بیمار ہوگئی۔ وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو منہ اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھی بیمار تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی۔ پھر بعد وضع حمل جو بعد میں ہوا اُس کی حالت بہت نازک ہوسکتی اور آثار ناامیدی ظاہر ہوگئے اور میں اس کے لئے دعا کرتا رہا۔ آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کو دوبارہ زندگی حاصل ہوگئی ..... دوسرے روز سید مہدی حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام من جانب اللہ جاری ہوا کہ تُو اچھی تو نہ ہوئی مگر حضرت صاحب کی دعا کا سبب ہے کہ اب تُو اچھی ہو جائے گی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۵-۳۶۴)

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا :-

"اگر انسان اپنی ہی غفلت کے نتیجہ میں اس کے قانون کو توڑنے کی وجہ سے تکلیف میں پڑ جائے تو اُسے اپنے سے شکوہ ہونا چاہیئے خدا سے تو نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ فرماتا ہے انسان اپنی ہی کسی غفلت کے نتیجہ میں بیمار ہوتا ہے اور وہ شفا حاصل نہیں کرسکتا اپنی کوشش سے فَهُوَ يَشْفِيْنِ۔ شفا اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے انسان جو شفا حاصل کرتا ہے اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ ادویہ جو خدا تعالیٰ کے دستِ قدرت سے بنی ہیں اُن کا صحیح استعمال ہو اور خدا تعالیٰ کا حکم ہو دوا کو بھی کہ تُو مؤثر بن اور جسم کے ذرات کو بھی کہ اس دوا کے اثر کو قبول کرو۔ یہ ایک نظام ہے اور دوسرا طریقہ ہے خالص دعا کا جس میں مادی تدبیر بطور پردہ کے آجاتی ہے ورنہ ہوتا کچھ نہیں۔ ایک دفعہ دیر کی بات ہے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے پڑوس میں ایک نوجوان رات کے دو بجے مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ اُسے شدید درد پیٹ میں اٹھی۔ سارے محلہ کو اُس نے سر پر اٹھا لیا۔ نوجوان تھا۔ آواز بھی اونچی تھی۔ خوب زور زور سے اُس نے شور مچایا۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اس کے پاس گئے۔ آدمی بھیجا ڈاکٹر بلانے کے لئے اور خود کاغذ کی ایک گولی بنائی۔ پانی منگوایا اور کہا منہ کھول۔ گولی کو اپنے ہاتھ سے اُس کے گلے میں رکھ کر پانی پلا دیا تاکہ اُسے یہ احساس نہ ہو کہ میں کاغذ کھا رہا ہوں اور اس کو آرام آگیا قبل اس کے کہ ڈاکٹر پہنچتا اس کی درد دُور ہو چکی تھی۔ تو یہ دعا ہے جس میں پردہ مادی چیز کا بھی ہوتا ہے۔" (الفضل ۷ر جون ۸۰ء)

ایک اور موقعہ پر آپ نے فرمایا :-

"ہماری ایک احمدی خاتون کا بیٹا سیالکوٹ محاذ پر فوج میں میجر تھا۔ یہ خاتون عشاء کی نماز کے بعد سجدہ ریز ہوگئیں کہ اے خدا میرے بیٹے کی حفاظت کرنا۔ اُسے الہام ہوا کہ پاکستان کی حفاظت کا بندوبست کر دیا گیا ہے۔ یہ خاتون کہنے لگیں کہ یہ اچھا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ قربانی نہیں ہوگی۔ میرے بیٹے کا اس میں ذکر نہیں آیا۔ پھر ٹھہر کر آواز آئی۔ ہم نے سیالکوٹ محاذ کی حفاظت کا بندوبست کر دیا ہے۔ پھر خاتون نے کہا کہ میرے بیٹے کا پھر ذکر نہیں آیا۔ پھر آواز آئی ہم نے تیرے بیٹے کی حفاظت کے لئے فرشتوں کا پہرہ کھڑا کر دیا ہے۔ پھر خاتون کو سکون ہوا۔"

آیئے اب دُعا کی اس پُرکشش پیاری اور حسین وادی میں اتریں جہاں ہر طرف پیار ہی پیار ہے اور جہاں یہ گونج سنائی دیتی ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی دل تسلی پاتے ہیں اور اس کی راہنمائی میں حضرت اقدس ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دعا کرتے ہیں اور تمام نماز دعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے وہ فنا کرنے والی چیز ہے وہ گداز کرنے والی آگ ہے وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے وہ ایک تندسیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔

مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سُست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دُعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔

مبارک تم جبکہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور راز خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جائے گا وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم۔ حیا والا۔ صادق وفادار عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا ..... دُعا کرنیوالوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے ..... غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۶ تا ۲۷)

"ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب ہو کر دودھ کے لئے چلاتا اور چیختا ہے تو اس کے پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے بچہ دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن اس کی چیخیں دودھ کو کیونکر کھینچ لاتی ہیں اس کا ہر ایک کو تجربہ ہے بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مائیں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتیں مگر بچہ کی چلاہٹ ہے کہ دودھ کو کھینچ لاتی ہے تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہوں تو وہ کچھ بھی نہیں کھینچ کر لا سکتیں۔ آتا ہے اور سب کچھ آتا ہے مگر آنکھوں کے اندھے جو فاضل اور فلاسفر بنے بیٹھے ہیں وہ دیکھ نہیں سکتے۔ بچہ کی جو مناسبت ماں سے ہے اس تعلق اور رشتہ کو انسان اپنے ذہن میں رکھ کر اگر دعا کی فلاسفی پر غور کرے تو وہ بہت آسان اور سہل معلوم ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۲۹)

"دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اُس کے رب میں ایک تعلق جاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف اپنے کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اس کی رُوح اُس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جل شانہ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں مثلاً اگر بارش کی دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبیعیہ جو بارش کے لئے ضروری ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کے لئے بددعا ہے تو قادرِ مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے اسی وجہ سے یہ بات اربابِ کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دُعا میں ایک قوتِ تکوین پیدا ہو جاتی ہے یعنی باذنہٖ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اُس طرف لے آتی ہے جو صرف مؤید مطلوب ہے خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابتِ دُعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرتِ قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں ایک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللّٰھم صلِّ وسلّم وبارک علیہ وآلہ بعدد ھمہ وغمہ وحزنہ لھٰذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد

(برکات الدعا صفحہ ۹ تا صفحہ ۱۱)

"میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا فضل اور رحمت کو جو قبولیتِ دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے ہاں آجکل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میں قبولیتِ دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۹۸)

"وہ امر جو ایک بجلی کی چمک کی طرح ایک دفعہ انسان کو تاریکی کے گڑھے سے کھینچ کر روشنی کی کھلی فضا میں لاتا اور خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیتا ہے وہ دعا ہی ہے دعا کے ذریعہ سے ہزاروں بدمعاش صلاحیت پر آجاتے ہیں۔ ہزاروں بگڑے ہوئے درست ہو جاتے ہیں۔"

(ایام الصلح صفحہ ۳۱)

"دعا کا کمال کے لوازمات یہ ہیں کہ اس میں رقت ہو اضطراب اور گداز ہو جو دعا عاجزی، اضطراب اور شکستہ دلی سے بھری ہوئی ہو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لاتی ہے اور قبول ہو کر اصل مقصد تک پہنچاتی ہے مگر مشکل یہ ہے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور پھر اس کا علاج یہی ہے کہ دعا کرتا رہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۹۳)

"میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔"

(برکات الدعا صفحہ ۱۱)

"دعائیں حقیقت میں بہت قابل قدر ہوتی ہیں اور دعاؤں والا آخر کار کامیاب ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۰۳)

"میں یقین رکھتا ہوں اور میرا اپنا تجربہ ہے کہ وہ دس دفعہ ہی آواز سنتا ہے اور دس دفعہ ہی جواب دیتا ہے لیکن یہ شرط ہے کہ پکارنے اسی طرح پر جو پکارنے کا حق ہے۔"

ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۱-۲۲

"دعا کے لئے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہیئے کہ دعا قبول ہو گئی یہ اسم اعظم ہے۔ اس کے سامنے کوئی انہونی چیز نہیں ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۱)

"دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دعا میں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ دعا قبول ہو گی۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۰۹)

"دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۱)

"دعا ایسی شے ہے کہ جن امراض کو اطباء اور ڈاکٹر لاعلاج کہہ دیتے ہیں ان کا علاج بھی دعا کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔"

(البدر ۲۰ر اپریل ۱۹۰۵ء)

"دعا کے ذریعہ سے عمریں بڑھ جاتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۳۹۵)

"میں تجربہ سے کہتا ہوں خیالی بات نہیں۔ جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ آپ آسان کر دیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی اثر والی چیز ہے۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۳۶۵)

"سنت اللہ کے موافق یہی ہوتا ہے کہ جب دعائیں انتہا تک پہنچتی ہیں تو ایک شعلہ نور کا اس کے دل پر گرتا ہے جو اس کی خباثتوں کو جلا کر تاریکی دور کر دیتا ہے اور اندر ایک روشنی پیدا کر دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۲)

"پوری سوزش اور گداز کے ساتھ جب دعا کی جاتی ہے حتیٰ کہ روح گداز ہو کر آستانہ الٰہی پر گر جاتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے اور الٰہی سنت یہی ہے کہ جب ایسی دعا ہوتی ہے تو خداوند تعالیٰ یا تو اسے قبول کرتا ہے اور یا اسے جواب دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۴)

"راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کیلئے کئی مواقع ہیں رکوع، قیام، قعدہ، سجدہ، وغیرہ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے فجر، ظہر، عصر، شام اور عشاء ان پر ترقی کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔

نماز کی اصل غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کے قانونِ قدرت کے عین مطابق ہے مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے الوحیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۸۲)

"حقیقتاً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی وہ ایک ایسے قلعے میں محفوظ ہے جس کے اردگرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ ہی یہی دعا ہے یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۹۳ تا صفحہ ۱۹۲)

"جو شخص خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اس کے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد تر پہنچ سکتا ہے جس نے نماز ترک کر دی وہ کیا پہنچے گا۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۵۵)

"نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو۔"

(ایضاً صفحہ ۳۰۳)

"دردِ دل سے پڑھی ہوئی نماز ہی ہے کہ تمام مشکلات سے انسان کو نکال لیتی ہے ہمارا بارہا کا تجربہ ہے کہ اکثر کسی مشکل کے وقت دعا کی جاتی ہے ابھی نماز میں ہی ہوتے ہیں کہ خدا نے اس امر کو حل اور آسان کر دیا ہوتا ہے۔"

(ایضاً صفحہ ۲۵۵)

"جو لوگ لاابالی زندگی بسر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے بے پرواہ ہو جاتا ہے دیکھو دنیا میں جو اپنے آقا کو چند روز سلام نہ کرے تو اس کی نظر بگڑ جاتی ہے تو جو خدا سے قطع کرے پھر خدا اس کی پرواہ کیوں کرے گا اسی پر وہ فرماتا ہے کہ وہ ان کو ہلاک کر کے اُن کی اولاد کی بھی پرواہ نہیں کرتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو متقی صالح مر جاوے اس کی اولاد کی پرواہ نہیں کرتا ہے جیسا کہ اس آیت سے بھی پتہ لگتا ہے وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا اس باپ کی نیکی اور صلاحیت کے لئے خضر اور موسیٰ جیسے اولوالعزم پیغمبر کو مزدور بنا دیا کہ وہ ان کی دیوار درست کریں اب معلوم ہو سکتا ہے کہ اس شخص کا کیا درجہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ نے لڑکوں کا ذکر نہیں کیا چونکہ ستار ہے اس لئے پردہ پوشی کے لحاظ سے اور باپ کے محل مدح میں ذکر ہونے کی وجہ سے کوئی ذکر نہیں کیا پہلی کتابوں میں بھی اس قسم کا مضمون آیا ہے کہ سات پشت تک رعایت رکھتا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی متقی کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے نہیں دیکھا۔"

(الحکم ۲۴ر اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

استغفار کس طرح کیا جائے

"استغفار کا یہ مطلب نہیں ہے جو استغفر اللہ استغفر اللہ کہتے رہیں ..... بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی دفعہ استغفار کیا سو تسبیح یا ہزار تسبیح پڑھی۔ مگر جو استغفار کا مطلب اور معنی پوچھو تو بس کچھ نہیں ہکا بکا رہ جاویں گے۔ انسان کو چاہیئے کہ حقیقی طور پر دل ہی دل میں معافی مانگتا رہے کہ وہ معاصی اور جرائم جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں ان کی سزا نہ بھگتنی پڑے اور آئندہ دل ہی دل میں ہر وقت خدا سے مدد طلب کرتا رہے کہ آئندہ نیک کام کرنے کی توفیق دے اور معصیت سے بچائے رکھے۔ خوب یاد رکھو لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا۔ اپنی زبان میں بھی استغفار ہو سکتا ہے کہ خدا پچھلے گناہوں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے۔ کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔"

(الحکم ۲۴ر ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

جیسا کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں
"سب نبیوں نے یہی کہا ہے کہ اگر توبہ استغفار کرو گے تو خدا بخش دے گا۔"
(الحکم ۲۴ر ستمبر ۱۹۰۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے بیٹے حافظ عبدالحفیظ شاہد مبلّغ فجی کی یاد میں

(محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی فاضل ربوہ)

عاجز کی لختِ جگر عزیزہ نسیم فرحت سلمہا اللہ تعالیٰ کے میاں عزیزم مکرم حافظ عبدالحفیظ صاحب فاضل شاہد دنیا کے دور دراز کنارے جزائر فجی میں قریہ قریہ دن رات اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں مصروف تھے کہ ۱۷ر اگست ۱۹۸۱ء کو خود ان کے اپنے نام یَآ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً کا پیغام آگیا۔ اور وہ جامِ شہادت نوش کرکے اور تمغۂ مقبولیت سینہ پر سجا کر لبیک لبیک کہتے ہوئے اپنے مولا کے حضور جا حاضر ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؎ وہ بلائے تو کون نہ جائے

کس قدر بابرکت ہے وہ زندگی جو عاجزی، خشیت اور تقویٰ کے ساتھ بسر ہو اور کس قدر قابلِ رشک ہے وہ موت جو خدا تعالیٰ کی راہ میں آئے اور مرنے والے کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر دے نہ صرف مرنے والے کو بلکہ ساتھ ہی اس کے لواحقین کو بھی نئی زندگی عطا ہو جائے۔ حضرت اولوالعزم سیدنا حضرت المصلح الموعود نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شرابِ زندگی

یہ عاجز گنہگار اپنی پست ہمتی اور کوتاہ دستی کی وجہ سے جو مقام ۶۸ سال کی عمر میں حاصل نہ کر سکا اسے مرحوم نے ۳۴ سال کی عمر میں حاصل کر لیا۔ یہ گنہگار اپاہج ہونے کی وجہ سے ۴۶ سال میں جس منزل تک نہ پہنچ پایا۔ مرحوم نے صرف سات قدم میں میدان طے کر کے اُس منزل کو پالیا۔ سچ ہے خدا کی راہ میں وہی بَرّہ قبول ہوتا ہے جو نہ آنکھ سے کانا ہو۔ نہ سینگ شکستہ ہو۔ نہ کان کٹا ہو۔ نہ لنگڑا ہو بلکہ بے عیب اور بے داغ ہو اور دیکھنے میں دل لگے۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔

جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد مرحوم کی شادی ۴ر مئی ۱۹۷۴ء کو میری بیٹی سے ہوئی۔ لیکن نکاح جون ۱۹۷۳ء میں ہو چکا تھا جبکہ مرحوم شاہد کلاس میں تعلیم پا رہے تھے۔ نکاح کے بعد اکتوبر کے مہینہ میں جب رمضان المبارک آیا تو مرحوم کی ڈیوٹی تراویح میں قرآن مجید سنانے کے لئے مسجد راجیکی ربوہ میں لگائی گئی۔ ۲۰ر رمضان المبارک تک قرآن مجید ختم کر کے مرحوم مسجد مبارک میں جا کر معتکف ہو گئے۔ ایک رات جو ممکن ہے خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ہو۔ تمام رات مرحوم عبادت میں مصروف رہے۔ حالتِ سجدہ میں غنودگی طاری ہوئی تو مرحوم کا بیان ہے کہ میں نے اس حالت میں یہ نظارہ دیکھا کہ گیند کی مانند ایک نورانی چیز کھڑکی کے راستہ کمرہ کے اندر داخل ہوئی اور اس نور نے دائرہ کی شکل میں پھیلتے پھیلتے ساری فضا کو بھر دیا۔ یہ نور اس قسم کا تھا کہ دنیا میں کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس کی روشنی، اس کا کیف و سرور اور اس کا اثر صرف محسوس کیا جا سکتا ہے الفاظ اس کے بیان اور اس کی تشریح سے قاصر ہیں کسی چیز کے ساتھ اس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ حضور نے بڑی شفقت سے مجھے اٹھایا اور حکم دیا، سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ حکم کی تعمیل میں جب میں حضور کے سامنے مؤدبانہ کھڑا ہو گیا تو حضور نے اپنے پیچھے باادب کھڑے ایک خادم کو ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ وہ شربت لا کر انہیں پلاؤ۔ میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت میز پر نہایت خوشنما اور شفاف شیشے کا برتن رکھا ہے جس میں شربت ہے اُس کے ساتھ ایک خوبصورت شیشے کا گلاس ہے اُس گلاس میں وہ شربت ڈال کر جب مجھے عطا کیا گیا تو میں نے بڑے شوق، بڑی ممنونیت اور عقیدت کے ساتھ اُسے منہ کے ساتھ لگایا اور غٹاغٹ پی گیا۔ شربت کا رنگ سرخ اور بے حد دلکش تھا اور اس کا ذائقہ اور سرور ایسا بے نظیر تھا کہ کسی ذائقہ اور کسی لذت سے اس کی مشابہت بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہ پُرکیف اور سرور بخش شربت جب میں بڑا مزا لے کر پی چکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسرے کو گلاس واپس دینے کی بجائے مجھے حکم دیا کہ یہ گلاس وہیں جا کر رکھ دو جہاں سے لیا گیا ہے۔ چنانچہ میں نے حضور کے ارشاد کی تعمیل کی۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ دیگر خدام کے علاوہ میرے چند کلاس فیلو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے خادمانہ انداز میں کھڑے ہیں اور بڑی رشک بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں کہہ رہے ہوں کہ کاش ہمیں بھی یہ جام عطا ہو جاتا۔

اس رؤیا کے سات سال دس ماہ بعد مرحوم نے دینِ حق کی خدمت بجا لاتے ہوئے فجی میں جا کر زندگی بخش اور روح پرور جام نوش کیا اور جب یہ خبر "الفضل" میں چھپی تو سینکڑوں محبین کرام نے اس عاجز کو تعزیت کے خطوط لکھے جن سب کی ہمدردی اور محبت کا میں بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

حافظ صاحب مرحوم کے کلاس فیلو رفقاء جن میں سے بعض دنیا کے مختلف ممالک میں سرگرمِ عمل ہیں اور بعض ملک کے اندر خدمتِ دین بجا لا رہے ہیں۔ اُنہوں نے جو خطوط لکھے اُن سب نے اپنے جذبات کا اظہار اس رنگ میں کیا ہے کہ حافظ صاحب مرحوم کی زندگی بھی مثالی تھی اور اُن کی موت تو بڑی ہی قابلِ رشک ہے۔ کون ہے جس کو ایسے انجام کی تمنا نہ ہو مگر ایسی موت عطا کسی کسی کو ہوتی ہے۔ غرض مرحوم نے اپنے خون سے جو دلنشین داستان لکھی وہ ایسی رنگین اور خوشنما ہے کہ ہر شخص کی یہ تمنا ہے کہ کاش یہ داستان اپنی اور یہ تصویر میری ہو۔

مجھے اپنے قابلِ فخر بیٹے کی زندگی میں ؎

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا

کا رنگ ہمیشہ جھلکتا نظر آیا اور اسی رنگ نے انہیں فلاح عطا کی۔ فجی جانے سے قبل ایک ایسا دَور آیا کہ مرحوم گویا جیتے جی مر گئے اور ابتلا کے اس دروازہ میں سے گذر کر ان کو ایک نئی خوشگوار زندگی عطا ہوئی۔ "سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل اختیار کرنا" اس نسخۂ کیمیا نے انہیں کندن بنا دیا۔ "ہر حالت مراد یابی اور نامرادی میں آستانۂ الٰہی پر پڑے رہنے" کو ایسا اپنایا کہ خدا کو اپنا بنا لیا۔ "ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے" پر ایمان لا کر وہ رفعت پائی جو خوش نصیبوں کا حصہ ہے۔ مرحوم ان دنوں میرے پاس مقیم تھے۔ ایک دن صبح صبح پوچھنے لگے۔ "بَشَّرَنِیْ رَبِّیْ مُبَشِّرًا" کا کیا مطلب ہے؟ میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ مبارک ہو پوچھنے والا مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اس کے بعد نظامِ سلسلہ کی بدولت اور خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو جو رفعت عطا کی وہ بھی اپنے موسم کا ایک پھل تھا مگر شجرۂ طیبہ صرف ایک مرتبہ ہی پھل نہیں دیتا بلکہ ہر موسم پر اس کا پھل عطا ہوتا ہے۔ موسم تذلّل میں رفعت کا پھل عطا ہوا اور جب "تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچانے والی" روحانی مشینری کا روحانی پُرزہ بن کر فجی کے گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کو آسمانی بشارت دینے لگے تو مبشر ہونے کی حالت میں خود اُن کے اپنے نام پیغامِ بشارت آگیا جس پر ایک دنیا رشک کرتی رہے گی۔

فجی روانہ ہونے سے قبل خشیت کا یہ عالم تھا کہ ہر کسی کے پاس بڑی عاجزانہ درخواست کرتے کہ دعا کریں میدانِ عمل میں مجھے خدا تعالیٰ اپنی رضا کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مجھ سے کوئی ایسی غلطی سرزد نہ ہو جو مجھے داغدار کر دے۔ ایک خاص پسِ منظر کی وجہ سے یہ کیفیت ہر وقت ان کے دل و دماغ پر چھائی رہتی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی خشیت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو جزائر فجی میں ایک قلیل عرصہ کے اندر مقبول بنا دیا اور کامرانی عطا فرمائی کیونکہ خشیت ہی وہ بیج ہے جس سے فلاح کا پودا جنم لیتا ہے اور ہر قسم کی مراد یابی اور کامرانی کے چشمے اسی خشیتِ الٰہی سے پھوٹتے ہیں وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ۔

اپنی عاجزی اور انکساری کا اقرار اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر انحصار مرحوم کی فطرت تھی فجی جا کر یہ خشیت مزید ترقی کرتی گئی۔ یہاں تک کہ مرحوم اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک جگہ کلاس لگی ہوئی ہے اور مرحوم وہاں قرآن مجید پڑھا رہے ہیں۔ حفظِ قرآن میں ان کے استاذ مکرم زمان شاہ صاحب جو بہاولپور میں رہائش پذیر ہیں وہ کلاس میں آ کر مرحوم کو کہتے ہیں کہ میں آج تمہارے قرآن پڑھنے کی آواز پہچان کر آگیا ہوں۔ عرصہ ہو گیا تم مجھے کبھی ملے نہیں۔ مرحوم نے اپنے استاد کو جواب دیا کہ میں ایک سال سے زیادہ عرصہ پاکستان سے باہر رہا ہوں ورنہ ضرور ملتا۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد تو مرحوم کے رہے سہے حواس بھی جواب دے گئے کہ مبلغین تو کئی کئی سال بیرونی ممالک میں خدمات بجا لاتے ہیں کیا میں صرف ایک سال سے کچھ زائد عرصہ ہی یہاں کام کروں گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں ناکام رہوں اور مجھے واپس بلا لیا جائے۔ کہیں مجھ پر ایسا داغ نہ لگ جائے جس کی وجہ سے میں واپس بلا لیا جاؤں۔ اس خط کے بعد تقریباً ہر خط میں یہی اظہار ہوتا تھا کہ دعا کرو مجھے اللہ تعالیٰ ایسا کام کرنے کی توفیق بخشے کہ اس کی نظروں میں قبول ہو جاؤں اور انجام بخیر ہو بالخصوص وفات سے کچھ عرصہ قبل جس کسی کو بھی خط لکھا اس کے آخری الفاظ یہی ہوتے تھے۔ دعا کریں انجام بخیر ہو۔ اپنی اہلیہ کو جو آخری خط لکھا اس کا آخری فقرہ یہ تھا "لمبا سہ کے ٹور پر جا رہا ہوں۔ دعا کرو انجام بخیر ہو، بچوں کا خیال رکھنا۔" اپنے والدین، اپنے بھائی بہنوں، غرض وفات سے قبل جس کسی کو خط لکھا اس کے آخری الفاظ یہی تھے۔ وکالت تبشیر میں ان کی جو آخری رپورٹ موصول ہوئی اس کا آخری فقرہ بھی یہی تھا۔ "دعا کریں، انجام بخیر ہو۔"

ہاں تو میں ذکر یہ کر رہا تھا کہ مرحوم کی نجات اور فلاح کا باعث اللہ تعالیٰ کی خشیت تھی اور اسی خشیت نے ان کو زمین سے اٹھا کر آسمان تک پہنچا دیا۔ خواب میں جب انہوں نے اپنے آپ کو یہ کہتے پایا کہ میں ایک سال سے زائد عرصہ پاکستان سے باہر رہا ہوں تو اس کے بعد ان کا معمول بن گیا کہ وہ شدت سے اپنے آپ کو تبلیغی اور تربیتی کاموں میں مصروف رکھتے۔ مرحوم کے محنتی ہونے کا ذکر اُس خط میں بھی ہے جو فجی کی صدر لجنہ نے بھجوایا۔ ان کے الفاظ ہیں کہ مرحوم "ہارڈ ورکنگ مین" تھے اور مرحوم کی وفات "گریٹ لاس فار فجی" ہے۔

لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ کا اندازہ اس سے لگائیے کہ مرحوم فجی میں اپنی جان دینِ اسلام پر نچھاور کر کے اور چمن احمد کے پودوں

> "جو خدا کے لیے ہوتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی طرف آنے والے کی سعی اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔"
> (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۴۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو اپنے خون سے سیراب کر کے خواب کے مطابق ٹھیک ایک سال چھ ماہ بعد پاکستان سے باہر رہ کر صرف اپنا جسدِ خاکی لے کر پاکستان واپس پہنچ گئے اور لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون کے عالم میں بہشتی مقبرہ ربوہ کو اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔ جہاں دنیا بھر کے احمدی آ کر دعائیں کرتے ہیں۔

لاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون سے یاد آیا کہ مرحوم کی وفات سے ڈیڑھ دو ماہ بعد اُن کی بیوہ نے خواب دیکھا کہ مرحوم ایک خوشنما جگہ جہاں گارڈینا وغیرہ سے بڑے خوبصورت طور پر حد بندی کی ہوئی ہے، ایک کشادہ گزرگاہ پر مرحوم عمدہ چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ میری بیٹی خواب میں اُن کو کہنے لگی۔ آپ ایسی کھلی جگہ جہاں ہر کوئی آتا جاتا ہے کیوں لیٹے ہوئے ہیں۔ دیکھنے والے کیا کہیں گے کہ آپ یوں گھر سے باہر گزرگاہ پر لیٹے ہوئے ہیں۔ مرحوم نے جواب دیا مجھے اب کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا اور پھر کہا آؤ میں تمہیں اپنا کمرہ دکھاؤں۔ اتنے میں کسی بچے کے رونے سے مرحوم کی اہلیہ جاگ پڑی۔ اسی طرح اُن کے والد مکرم ملک کریم بخش صاحب اعوان نے بھی خواب میں مرحوم کو عمدہ، صاف ستھرے لباس میں بڑا ہشاش بشاش دیکھا۔

فجی سے جنازہ آنے کا واقعہ بھی اپنے اندر ایک خاص تصرف الٰہی لئے ہوئے ہے۔ مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو دلنشیں رویہ عطا فرمایا ہوا تھا اس کی بدولت احباب فجی کے دلوں میں وہ گھر کر چکے تھے۔ ہر ایک سے ان کو اور ہر ایک کو ان سے پیار تھا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں جب جنازہ ربوہ پہنچانے کی تیاری مکمل ہو گئی تو ہزاروں روپے خرچ کر کے جنازہ کے ہمراہ آنے کے لئے تین احباب تیار ہو گئے۔ انہیں پسند نہ تھا کہ جو فدا کار ہماری سرزمین کو اپنے خون سے سینچ کر جا رہا ہے وہ اکیلا واپس جائے مگر مشکل یہ آ پڑی کہ جاپان ایرویز کے جس جہاز میں جنازہ آ رہا تھا اس میں صرف ایک آدمی کے ہمراہ آنے کی گنجائش تھی۔ اب اس ایک آدمی کا انتخاب کیسے ہوا یہ بھی بڑا ایمان افروز واقعہ ہے۔ ہوا یوں کہ حافظ صاحب مرحوم لمباسہ کے جس تبلیغی سفر پر روانہ ہوئے اور جس کے دوران کار کے حادثہ میں جام شہادت نوش کر کے آخرت کا سفر اختیار کیا اس سفر پر روانہ ہونے سے قبل ایک دن باتوں باتوں میں جماعت فجی کے ایک مخلص اور مستعد دوست مکرم ظفر اللہ خان صاحب کو مخاطب کر کے مرحوم نے پوچھا۔ پاکستان جانے کا کب ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں تو ابھی چند ماہ ہوئے جلسہ سالانہ میں شمولیت کر کے پاکستان سے آیا ہوں۔ فی الحال تو میرا کوئی ارادہ نہیں۔ جب خدا تعالیٰ پھر توفیق دے گا جاؤں گا۔ یہ سن کر مرحوم نے کہا اچھا میں لمباسہ کے ٹور سے واپس آ لوں تو پھر دونوں اکٹھے پاکستان چلیں گے۔ چنانچہ اس بناء پر جماعت فجی نے مکرم ظفر اللہ خان صاحب کا انتخاب کیا کہ خواب کے مطابق مرحوم کے جسدِ خاکی کے ہمراہ جائیں اور اس طرح یہ دونوں ۲۱ر اگست کو اکٹھے پاکستان آ گئے۔

مرحوم کی وفات سے چند روز قبل اُن کی اہلیہ یعنی خاکسار کی بیٹی نے خواب دیکھا کہ بار بار ایک شعر خواب میں دہراتی چلی جاتی ہے اور ساتھ ساتھ رو رہی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ خواب میں میری زبان رُکتی ہی نہیں تھی اور بتکرار میں یہ شعر کافی دیر تک دہراتی رہی۔ آنکھ کھلی اور میں نے آنکھوں اور چہرے پر ہاتھ پھیرا تو سارا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ نماز فجر کا وقت ہو چکا تھا۔ میں نے اُٹھ کر نماز پڑھی۔ سوچ میں ڈوبی رہی کہ خدا جانے کیا معاملہ ہے۔ طبیعت بڑی بوجھل اور غمگین تھی۔ صدقہ وغیرہ دیا مگر تقدیر مبرم تھی۔ چند روز بعد اس کے میاں کار کے حادثہ میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ فجی سے میت بذریعہ ہوائی جہاز کراچی ہوتی ہوئی ۲۱ر اگست کو لاہور پہنچی جہاں سے بذریعہ ویگن ۲ بجے دن ربوہ لائی گئی۔ کچھ دیر گھر رکھنے کے بعد ۵ بجے شام خاکسار کے مکان واقع دارالرحمت غربی سے جنازہ اٹھایا گیا۔ احاطہ بہشتی مقبرہ میں نمازِ جنازہ کے بعد تدفین عمل میں آئی اور خواب کی ساری حقیقت کھل کر سامنے آ گئی۔ خواب میں بتکرار اور مسلسل دہرایا جانے والا شعر جس میں محترم ثاقب صاحب زیروی نے سیدنا حضرت المصلح الموعود کا جنازہ اٹھایا جانے کا ذکر کیا ہے یہ تھا ؎

دن ڈھل چکا تو درد نصیبوں کا قافلہ
کندھوں پہ آفتاب اُٹھائے ہوئے چلا

ہم جنازہ اُٹھانے والے درد نصیب سہی مگر کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مجاہدین جو سیدنا المصلح الموعود کے جاری فرمودہ مشنوں میں سعادت پا کر حضور کے وجود کا حصہ کہلاتے ہیں ورنہ ؎

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

فجی میں جس دن کار کا حادثہ ہوا۔ ربوہ میں اسی روز رات کے پہلے حصہ میں میری بیٹی شوکت محمود نے خواب دیکھا کہ استفہامیہ رنگ میں کہہ رہی ہے کہ کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے! اس کی یہ آواز دوسروں نے بھی سُنی۔ خواب کے بعد بچی گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔ تمام رات اور اگلا دن بھی افسردہ اور دہشت زدہ رہی۔ تیسرے دن ایک بجے دوپہر بوساطت وکالتِ تبشیر ہمیں یہ اندوہناک خبر ملی کہ عزیزم حافظ صاحب کار کے ایکسیڈنٹ میں عالمِ بالا کو پرواز کر گئے ہیں۔ تب شوکت بیٹی نے یہ خواب سنایا۔ فجی اور پاکستان کے وقت میں جو فرق ہے اس کے پیشِ نظر جس وقت خواب دیکھا گیا اُس سے قبل فجی میں کار کا ایکسیڈنٹ ہو چکا تھا

جب تابوت گھر لا کر رکھا گیا تو مرحوم کی بڑی بیٹی عطیۃ المجیب جس کی عمر اس وقت پونے سات سال ہے پوچھنے لگی ابّو کو بکس میں کیوں لٹا رکھا ہے۔ باہر کیوں نہیں نکالتے؟ جنازہ اٹھانے سے پیشتر جب کسی عزیز نے کہا کہ چلو آخری بار ابّو سے مل لو۔ وہ اللہ میاں کے پاس جا رہے ہیں تو کہنے لگی:۔ وہاں لوگ روتے جا رہے ہیں۔ میں ابّو کے پاس کیا جاؤں۔ وہ بولتے تو ہے نہیں۔

بچی کے کان دن رات اس قسم کے الفاظ سُن رہے تھے کہ اُس کے ابّو اللہ میاں کے پاس چلے گئے ہیں۔ ایک دن علیحدگی میں اپنی امی سے پوچھا:۔ امی کیا وہاں ابّو کو مکان مل گیا ہے؟ اس سے چھوٹی لڑکی قرۃ العین ایک دن اپنی اماں سے پوچھنے لگی:۔ امی کیا اللہ میاں کا گھر یہاں سے بہت دُور ہے جہاں تک ہم چل کر نہیں جا سکتے؟

وفات سے چند دن قبل رمضان المبارک کے آخری ایام میں لیلۃ القدر کے بارے میں مرحوم سے پوچھا گیا تو اُن کو بتایا کہ کل رات سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کشفی نظارہ دکھایا کہ انتہائی نورانی ماحول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس کی زیارت ہوئی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پائنچہ پکڑ کر دعا کی التجا کی جسے حضورِ پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ شفقت قبول فرما لیا اور اُسی وقت ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی۔

یہاں پاکستان کے جن جن علاقوں میں مرحوم کام کرتے رہے۔ انہوں نے اور خاص کر احباب فجی نے اپنی قراردادوں اور خطوط میں مرحوم کو مخلوق کا سچا ہمدرد پیار کرنے والا محنتی اور جفاکش کہہ کر جو خراجِ تحسین پیش کیا ہے وہ اپنی جگہ بالکل بجا ہے لیکن سچی بات یہ ہے کہ مقبولیت کا اصل باعث ان کی باطنی پاکیزگی ہے خدا تعالیٰ صرف ظاہر کو نہیں دیکھتا۔ اس کی نگاہ تو انسان کے اندرونہ پر پڑتی ہے۔ کوئی "اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتا جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو"۔ اگر انسان کے "کسی پہلو میں تکبّر یا ریا یا خود پسندی یا کسل ہے" تو وہ قبول ہونے کے لائق نہیں۔ پس مرحوم کا صرف محنتی اور جفاکش ہونا قبولیت کا باعث نہیں بنا بلکہ اُن کے دل کی پاکیزگی اور طہارت نے ان کو قبولیت کے قابل بنایا۔

دنیا کے بعض علاقوں میں مدتوں یہ جاہلانہ طریق رائج رہا کہ دریا خشک ہو جاتا تو خوبرو نوجوانوں کا خون دریا میں بہایا جاتا تاکہ دیوتا خوش ہو کر دریا میں پانی بہا دیں۔ طغیانی آ جاتی تو کنواری لڑکیوں کو دلہن کی طرح سجا کر دریا کی نذر کر دیا جاتا۔ دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے اُن کے سامنے انسانوں کا خون بہایا جاتا۔ اسلام نے ان جاہلانہ توہم پرستی کے تمام طریقوں کو مٹا دیا اور بتایا کہ اس کا نام قربانی ہرگز نہیں اور نہ ان طریقوں سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ یہ محض جہالت ہے۔ خدا کے ہاں قابلِ قبول اور خدا کو خوش کرنے والی قربانی یہ ہے کہ:۔

"اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر خدا کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ... ... تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں .... مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو.... مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو..... غریب اور حلیم اور نیک نیّت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ.... اپنے مولا کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اُسی کے ہو جاؤ..... کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا.... جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ اس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو وہ اُن کے لئے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا۔" (ہماری تعلیم از کشتیٔ نوح)

فجی سے مرحوم کے جنازہ کے ہمراہ آنے والے دوست کو خاکسار نے مبارک باد دی کہ آپ کے ملک میں خدا تعالیٰ نے قربانی کو قبول فرما لیا ہے اب وہاں روحانی فصل بہت ہوگی اور احمدیت خوب پھل پھول لائے گی۔

اللہ کی خاطر جینے اور اللہ کی خاطر مرنے والوں پر کبھی موت نہیں آتی ؎

جو اس کے لئے کھوتے ہیں پاتے ہیں
جو مرتے ہیں وہ زندہ ہو جاتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزانہ درخواست ہے کہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور اپنے فضل سے میرے مسکین طبع بیٹے کو اگلی دنیا میں باعزت مقام عطا فرمائے اور اس کے درجات بلند فرمائے۔ ربّ اغفر وارحم وارفعہ

اے خدا ہم تیرے سراسر نالائق بندے

(باقی صفحہ پر)

خط و کتابت کرتے وقت چیٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
(مینیجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴)

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے

اکیسویں سالانہ اجتماع کی مختصر روداد

مرتبہ: محترمہ ثریا خانم صاحبہ ایم اے بنت محترم رانا منیر احمد صاحب ربوہ

تیسرا دن بروز اتوار۔ چھٹا اجلاس:

۸ بجکر ۱۵ منٹ پر چھٹے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا جو خاکسار ثریا خانم نے کی۔ نظم محترمہ رضیہ عنبرہ صاحبہ نے پڑھی۔ ۸ بجکر ۲۵ منٹ پر محترم صوفی بشارت الرحمان صاحب نے "ذکرِ حبیب" کے موضوع پر دلچسپ تقریر کی۔ آپ نے اس موضوع پر حضرت اقدس کی سیرت کے بعض پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس کے وہ ارشادات بیان فرمائے جو طبقہ خواتین سے تعلق رکھتے ہیں۔

۸ بجکر ۴۵ منٹ پر آپ کی تقریر ختم ہوئی۔ ۸ بجکر ۵۰ منٹ پر فی البدیہہ تقریری مقابلہ شروع ہوا جس میں کل ۲۱ مقررات نے حصہ لیا۔ منصفات کے فرائض محترمہ حور جہاں بشریٰ صاحبہ کراچی۔ محترمہ رضیہ درد صاحبہ ربوہ اور محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ لاہور نے انجام دیئے۔ فیصلہ کے مطابق محترمہ سلمیٰ ہاشمی صاحبہ کراچی اول۔ محترمہ بشریٰ ناہید صاحبہ ربوہ دوم۔ محترمہ ناصرہ غنی صاحبہ کراچی دوم۔ محترمہ ثمرینہ ہاشمی صاحبہ کراچی سوم اور محترمہ ریحانہ شاہین صاحبہ ربوہ سوم رہیں۔ ۹ بجکر ۵ منٹ پر تقریری مقابلہ ختم ہوا جس کے بعد مندرجہ ذیل تقاریر ہوئیں:۔

(۱) سیرت سیدہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ
(محترمہ مبارکہ بشیر صاحبہ)

(۲) سیرت حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ
(محترمہ شوکت گوہر صاحبہ)

(۳) سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں صاحبہ
(محترمہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ)

(۴) سیرت حضرت سیدہ امِ ناصر صاحبہ
(محترمہ امۃ الرشید سیال صاحبہ)

۱۰ بج کر ۴۵ منٹ پر تقاریر کا سلسلہ ختم ہوا۔

۱۰ بجکر ۵۰ منٹ پر بیت بازی کا فائنل مقابلہ شروع ہوا جس میں سیمی فائنل کی دس منتخب لڑکیاں شامل ہوئیں۔ منصفات کے فرائض محترمہ صاحبزادی سیدہ امۃ الباسط بیگم صاحبہ ربوہ۔ محترمہ صاحبزادی امۃ العزیز بیگم صاحبہ لاہور۔ محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم لاہور نے انجام دیئے۔ فیصلہ کے مطابق نتیجہ درج ذیل رہا:۔

اوّل: محترمہ ریحانہ شاہین قریشی صاحبہ ربوہ
" امۃ الحی فضیلت صاحبہ "
" عقیلہ سمن آباد۔ لاہور
" امۃ الجمیل صاحبہ قیادت ۶ کراچی

دوم: " درثمین صاحبہ ربوہ
" بشریٰ نسرین صاحبہ چونڈہ
" مسرت نور باجوہ " ساہیوال
" نصرت جہاں " خوشاب
" عارفہ نصیر " قیادت ۶ کراچی
" زاہدہ اکبر صاحبہ " ۷ "

۱۱ بجکر ۴۰ منٹ پر محترمہ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بہنوں سے خطاب فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا کہ ایمان کا تقاضا اور ہمارا نصب العین ذکرِ الٰہی۔ دعا اور عمل ہے۔ اس سلسلہ میں ذکرِ الٰہی کی برکات و اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ذکرِ الٰہی دلوں میں جلا پیدا کرتا اور نیکی کو بڑھاتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ دعا اور عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ بغیر دعا کے عمل کوئی فائدہ نہیں دے گا اور عمل کے بغیر دعا بے فائدہ ہے

آخر میں آپ نے دعائیں کرتے۔ بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کرتے، نفس کا قلع قمع کرنے۔ بچیوں میں خدمت کا جذبہ پیدا کرنے اور رسوم اور بدعات کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

سوا بارہ بجے آپ کے خطاب کے بعد آپ نے مقابلوں میں پوزیشن حاصل کرنے اور مجموعی لحاظ سے پوزیشن حاصل کرنے والی لجنات میں انعامات تقسیم فرمائے۔

مجموعی کارکردگی کے لحاظ سے شہری لجنات میں اول ربوہ، دوم لاہور، سوم قیادت ۶ کراچی، چہارم قیادت ۷ کراچی، پنجم سرگودھا، ششم گوجرانوالہ، ہفتم فیصل آباد

قصباتی لجنات میں اول چونڈہ، دوم خوشاب، سوم شاہ تاج شورگر منڈی بہاؤ الدین، چہارم سانگلہ ہل۔ پنجم حافظ آباد

دیہاتی لجنات میں اول محمد آباد، دوم احمد نگر، سوم بشیر آباد۔ چہارم بھیرو چیچی۔

ضلعی کارکردگی کے لحاظ سے اول گوجرانوالہ، دوم پشاور، سوم سیالکوٹ، چہارم لاہور،

۱۲ بجکر ۳۵ منٹ پر موازنہ مذاہب عالم کا پروگرام شروع ہوا جس میں چار مقررات نے ان مذاہب میں خدا تعالیٰ کا تصور اور پھر مذہب اسلام سے موازنہ کرنے کے متعلق مقالے پڑھنے تھے۔ مگر وقت کی کمی کی وجہ سے صرف ایک مقالہ محترمہ ریحانہ شاہین صاحبہ نے بعنوان "ہندومت اور اسلام میں خدا کا تصور" پڑھا۔

ایک بجے حضرت سیدہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے بہنوں سے اختتامی خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے بیعت کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بیعت ایک عہد ہے جو انسان خدا تعالیٰ سے کرتا ہے جو اس عہد کو توڑے گا اس کا وبال اسی پر پڑیگا۔

اس سلسلہ میں آپ نے شرائط بیعت میں سے چھٹی شرط کہ "بیعت کنندہ متابعتِ رسوم، ہوا و ہوس سے باز رہے گا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول پر عمل کرے گا۔" بیان فرمائی اور بہنوں کو توجہ دلائی کہ ان شرائط کو بار بار پڑھیں۔ بچوں کو پڑھائیں اور دیکھیں کہ ہم ان کے مطابق عمل کر رہے ہیں یا نہیں۔ بدعات و رسوم کے طوق گلوں سے اتار دیں اور خدا و رسول کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کریں۔

آپ نے بہنوں کو نصائح فرمائیں کہ احمدیوں میں فسق و فجور۔ بدعت اور حق تلفی جیسی بری باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ ایک صاف ستھرے معاشرے کی تشکیل اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جب ان بری باتوں سے باز رہا جائے۔ نیز فرمایا کہ احمدیت کا غلبہ ہوگا۔ قرآن کریم کی حکومت ساری دنیا پر ہوگی مگر کتنی بدبخت ہونگی ہم اگر ہمارا ان قربانیوں میں حصہ نہ ہوگا۔ آخر میں آپ نے کثرت کے ساتھ دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ ایک بجکر ۲۰ منٹ پر دعا کے ساتھ چھٹا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

تیسرا دن، ۲۵ اکتوبر۔ ساتواں اجلاس:

گزشتہ سال کی طرح اس سال کے اجتماع کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ ساتویں اجلاس کی کارروائی میں خدام الاحمدیہ کے مقام اجتماع سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب ریلے کر کے بہنوں کو سنایا گیا۔

اس طرح ہمارا سالانہ اجتماع ۲۵ اکتوبر بوقت سوا ۵ بجے شام اجتماعی دعا کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔ الحمد للہ!

اشتہار نیلام محکمہ جنگلات

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل پیداوار جنگل کا نیلام مورخہ ۸۱-۱۱-۲۲ بوقت دس بجے دن واقع دفتر مہتمم جنگلات ع ۱-۴ سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ صدر ہوگا۔

۱- عمدتی لکڑی اندازاً = ۱۵۰۰۰ مکعب فٹ = ۴۱۵٫۲۵۹ مکعب میٹر } از شورکوٹ اور
۲- بالن پھڑی شدہ اندازاً = ۱۷۰۰۰ مکعب فٹ = ۴۸۹۵ " " } چک بہادر جنگل
۳- گرے پڑے خشک درختاں اندازاً = ۲۴۰۰ شیشم یونٹ برلب سڑکات

شرائط نیلام اور لاٹ وار زیر دستخطی کے دفتر میں کسی بھی دن دفتری اوقات میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

دستخط
(آئی۔ پی۔ ایل)
مہتمم جنگلات جھنگ ڈویژن
(۷۸۵۱ - ۰۰۸۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب کی وفات پر جماعت ہالینڈ کا اظہار تعزیت

مکرم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب ابن مکرم میاں نظام الدین صاحب جو لاہور کے رہنے والے تھے پاکستان ریلوے کی ملازمت چیف میڈیکل آفیسر سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد ۱۹۷۶ء سے اپنی ڈچ بیوی اور ایک بچی کے ساتھ ہالینڈ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ مورخہ ۱۹/۱۰/۸۱ کو صبح آٹھ بجے کے قریب اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ آپ نے سیدنا حضرت اقدس کو ۱۹۰۸ء میں لاہور میں دیکھا ہے۔ آپ چونکہ موصی تھے اس لیے آپ کا جنازہ احباب جماعت نے یہاں خاکسار کی امامت میں پڑھا۔ آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں ازراہ شفقت حضور ایدہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ اس موقع پر احباب جماعت کے ہنگامی اجلاس میں یہ قرارداد پاس ہوئی۔ (عبدالحکیم اکمل انچارج ہالینڈ مشن)

جماعتِ احمدیہ ہالینڈ کی قرارداد تعزیت

جماعت احمدیہ ہالینڈ کا یہ ہنگامی اجلاس مکرم و محترم جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب مرحوم و مغفور کی اچانک وفات پر دلی رنج و غم اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔

محترم ڈاکٹر موصوف ۱۹/۱۰/۸۱ کی صبح کو آٹھ بجے کے قریب اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا کر اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

؎ بلانے والا ہے سب سے پیارا ؛ اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مکرم و محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم سیدنا حضرت اقدس کے زمانہ کے آخری ایام میں پیدا ہوئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ گو میں حضور کے زمانہ میں بہت چھوٹا تھا تاہم مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ ایک موقع پر حضرت اقدس نے مجھے اپنی گود میں اٹھا کر برکت بخشی اور پیار کیا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۶ برس تھی۔

جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور اسلام کے شیدائی، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خاندان حضرت اقدس سے عشق رکھنے والے بزرگ تھے۔ قدرت ثانیہ سے وابستگی اور دلی محبت رکھتے تھے۔ دینی و دنیوی علوم پر عبور حاصل تھا۔ جماعتِ احمدیہ ہالینڈ کے ہر اہم جلسہ میں ان کی تقریر ہوتی تھی۔ ہمہ وقت جماعتی ترقی کے لیے مستعد اور معاون رہے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی عملی تصویر تھے۔ اطاعت کا مجسمہ اور احمدیت کے شیدائی تھے۔ باوقار وضعدار اور مرنجان مرنج شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی مجلس دینی باتوں کے علاوہ ہلکے پھلکے مزاج سے بھی گلزار بنی رہتی۔ آپ کی اچانک وفات جماعت احمدیہ ہالینڈ کے لیے یقیناً گہرے صدمہ کا باعث ہوئی ہے اور جماعت ایک مخلص۔ بے نفس اور دعاگو بزرگ سے محروم ہو گئی ہے۔ آپ نے اپنے پیچھے اپنی پہلی بیوی سے اولاد کے علاوہ ایک ڈچ بیوی اور بچی یادگار چھوڑی ہیں۔ جماعت احمدیہ ہالینڈ کے جملہ ممبران اس عظیم صدمہ میں ان کے جملہ پسماندگان سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور ڈاکٹر صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ بخشے اور ان کی اولاد کو ان کے نقشِ قدم پر چلتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؛

(ہم ہیں جملہ ممبرانِ جماعتِ احمدیہ ہالینڈ)

بقیہ: حافظ عبدالحفیظ کی یادیں

ہیں۔ ہر آن صرف تو ہی ہمارا سہارا ہے۔ اپنی قدرت سے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے طفیل ہمارے ایمان و عرفان کو مستحکم فرما۔ اپنے پیار کے ہر انداز اور ہر رنگ کو ہمارے لئے زندگی بخش بنا دے۔ ہمیں وہ تمام روحانی لذات عطا فرما جو عاقبت کے لئے بطور بیج ہیں۔ اپنی پاکیزہ تعلیم پر احسن عمل کی توفیق بخش اور اپنے فضل سے اپنے وفادار بندوں میں ہمیں شامل فرمائے آمین۔

"جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں"
(ارشاد حضرت اقدس)

تبلیغ برائے محبت

تبلیغ کی ایک قسم "تبلیغ برائے محبت" بھی ہے کہ بغیر پتہ دیئے کہ میں کون ہوں بے غرض ہو کر خدمت کا حق ادا کیا جائے۔ تاریخ سے ایک واقعہ ملتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑھیا کا بوجھ اٹھا لیا جو اس سے اٹھایا نہ جاتا تھا۔ راستہ میں اس بڑھیا نے آپؐ کو نصیحت شروع کر دی کہ بیٹا یہاں ایک شخص رہتا ہے جو لوگوں پر جادو کرتا ہے۔ دیکھنا تم ہوشیار رہنا اور اس سے بچ کر رہنا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں جس کی تم بات کر رہی ہو وہ تو میں ہی ہوں آپؐ کی بات سنکر وہ حیران رہ گئی اور کہا اتنے اچھے اخلاق کا مالک انسان جادوگر نہیں ہو سکتا اور اسی وقت مسلمان ہو گئی۔

(مہتمم اصلاح وارشاد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

Failure of Medicines in Resistant Cases is
DOCTORS' HEADACHE
The High Potency Cures Eradicate such Chronic Disease, given alone or simultaneously with any other treatment.....
Ask the Cure by name of Disease eg., PILES CURE-ASTHMA CURE—EYESIGHT CURE etc.
Literature Free.
CURATIVE MED. Co. (Regd.)
Pakistan H/o Rabwah, Ph. 606/607

چمپا کریم
چہرے کی خوبصورتی
مشہور دواخانہ گوجرانوالہ

ضرورت
دو محنتی، شریف اور ایماندار ڈرائیور۔ جو کہ ایمبولنس کار چلا سکتے ہوں۔ تنخواہ حسب تجربہ آٹھ سو روپیہ ماہوار سے لیکر ایک ہزار روپیہ ماہوار۔ مخصوص حالات میں تنخواہ اس سے بھی زیادہ دی جا سکتی ہے
خواہشمند حضرات اپنی جماعت کے عہدیدار سے تصدیقی سرٹیفکیٹ لے کر خود ملیں
شفا میڈیکو
چوک میو ہسپتال لاہور
فون نمبر: ۶۳۶۹۳

قیصر ہسپتال
جہاں بذریعہ ہومیوپیتھک طریقہ علاج، کوالیفائیڈ ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ہر امراض کا شافی علاج کیا جاتا ہے
ڈاکٹر ایس اے قیصر
(ایم ڈی ہومیو)
وسن پورہ سکیم نمبر ۲۔ لاہور
فون ۳۳۰۲۰۷، پوسٹ بکس ۱۶۵۰

• ہمدردانہ مشورہ • بہترین تشخیص اور • خالص جرمن ادویہ سے کامیاب علاج کیلئے تشریف لائیں
شاہ ہومیوپیتھک سٹور
رحمت بازار — ربوہ

آنکھ کا آپریشن بہت نازک معاملہ ہے

سفید موتیا	CATARACT
کالا موتیا	GLAUCOMA
ناخونہ	PTERYGIUM
گوہانجنیاں اور پپوٹوں کی گلٹیاں	STYES
آنکھ کا ناسور	EYE FISTULA
آنکھ کا پھولا	EYE ULCER
آنکھ کا زخم اور چوٹ	EYE INJURY

بغیر آپریشن ٹھیک ہو رہے ہیں۔ معائنہ۔ مشورہ۔ لٹریچر فری
کیورٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ پاکستان
لاہور۔ کراچی۔ ہیڈ آفس گولبازار ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴